برصغیر پاک و ہند میں اشاعتِ علمِ حدیث

جناب عبد الرشید عراقی صاحب

علمِ حدیث وہ علم ہے جس کے ذریعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و احوال اور افعال جانے جائیں۔ علم حدیث کی اس تعریف سے یہ بات بھی معلوم ہو گئی کہ فنِ حدیث کا موضوع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے۔ اس علم کی غرض و غایت دنیادی اور اخروی سعادت کی تحصیل ہے۔ احکام شرعیہ اور فقیہہ میں کتاب اللہ کے بعد حدیث شریف حجت ہے۔ اس علم کے اصول و احکام اور اس کے قواعد و ضوابط اور اصطلاحات کو علمائے کرام اور محدثین و فقہا نے بڑی وضاحت و تفصیل سے بیان فرمایا ہے۔ یہاں صرف مولانا سید سلیمان ندوی (م ۱۹۵۳ء) کا ایک ارشاد پیش کیا جاتا ہے۔

> علم القرآن اگر اسلامی علوم میں دل کی حیثیت رکھتا ہے تو علم حدیث شہ رگ کی، یہ شہ رگ اسلامی علوم کے تمام اعضاء و جوارح تک خون پہنچا کر ہر آن اُن کو تازہ زندگی کا سامان پہنچاتا رہتا ہے، آیات کا شانِ نزول اور ان کی تفسیر، احکام القرآن کی تشریح و تعیین، اجمال کی تفصیل، عموم کی تخصیص، مبہم کی تعیین، سب علم حدیث کے ذریعہ معلوم ہوتی ہے۔ اسی طرح حاملِ قرآن حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور حیاتِ طیبہ اور اخلاق و عاداتِ مبارکہ اور آپ کے اقوال و اعمال اور آپ کے سنن و مستحبات اور احکام و ارشادات اسی علمِ حدیث کے ذریعے ہم تک پہنچے ہیں۔ اسی طرح خود اسلام کی تاریخ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے احوال اور ان کے اعمال و اقوال اور اجتہادات و استنباطات کا خزانہ بھی اسی کے ذریعے ہم تک پہنچا ہے۔ اس بنا پر اگر یہ کہا جائے تو صحیح ہو گا کہ اسلام کے عملی پیکر کا صحیح مرقع اسی علم کی بدولت مسلمانوں

میں ہمیشہ کے لیے موجود و قائم ہے اور انشاء اللہ تا قیامت رہے گا۔[۱]

حدیث کی اشاعت اور اس کی جمع و تدوین کی ابتدا کی تفصیل یہ ہے کہ چونکہ یہ علم احکامِ شرعیہ کے بنیاد اور اس کے اصول کی حیثیت رکھتا ہے، اس لیے ثقہ علماء نے اس کی طرف بہت زیادہ اہتمام اور توجہ کی ہے۔ جاننے والوں نے اس کو ایک دوسرے سے روایت و نقل کرنا شروع کیا۔ صحابہ و تابعین کے نزدیک اس علم سے افضل کوئی علم نہیں۔ اس لیے تمام لوگوں نے اس کی طرف توجہ کی اور جو جس قدر احادیث نبویہؐ کا حافظ و عالم تھا، اسی قدر لوگوں کی نظروں میں زیادہ محترم و معزز ہوتا۔ اس کے نتیجہ میں اس علم کے حصول میں لوگوں کی دلچسپیاں بڑھ گئیں۔ اور اس کی تحصیل کا اتنا اہتمام ہونے لگا کہ لوگ سینکڑوں میل دشوار گذار اور خطرناک راستوں کو طے کرتے تھے، تاکہ کسی حافظ حدیث سے ایک ایک حدیث سن کر یاد کرلیں۔

ابتدا میں احادیث نبویہؐ کی طرف زیادہ توجہ نہیں دی گئی، کیونکہ عملاً احادیث کے احکام کا اجرا اور حکمت کا فروغ ہو رہا تھا۔ مگر جب اسلامی فتوحات کا دائرہ وسیع ہو گیا اور صحابہ کرامؓ مختلف شہروں میں پھیل گئے اور وہ دنیا سے اٹھنے لگے تو علمائے امت نے کتابتِ حدیث کی طرف توجہ کی۔ اور سب سے پہلے اموی خلیفہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ (م ۱۰۱ھ) نے علمائے وقت کی توجہ اس طرف مبذول کرائی کہ حدیث شریف کی جمع و تدوین کی جائے۔ چنانچہ آپ نے ابوبکر محمد بن عمرو بن حزم کے ذمہ یہ کام کیا اور انہوں نے حدیث شریف کو مدوّن کیا۔[۲]

علمِ حدیث ہندوستان میں ہندوستان میں علمِ حدیث کی اشاعت دسویں صدی ہجری سے شروع ہوئی۔[۳] عرب ممالک سے کئی مقتدر علمائے کرام ہندوستان آئے۔ اور ان کے ذریعہ یہ علم ہندوستان

---

[۱] مقدمہ تدوینِ حدیث۔ از مولانا مناظر احسن گیلانی۔

[۲] تدوینِ حدیث ایک علیحدہ مضمون ہے۔ اور یہاں صرف مختصراً اس کا ذکر کیا گیا ہے۔ نفسِ مضمون سے اس کا کوئی تعلق نہیں (عراقی)

[۳] ہندوستان میں علمِ حدیث اس سے پہلے رواج پذیر ہو چکا تھا۔ مگر اس کی زیادہ اشاعت دسویں صدی ہجری سے ہوئی۔ (عراقی)

میں رواج پذیر ہوا۔

جن ممتاز علمائے کرام نے ہندوستان کی زمین کو شرف قبولیت بخشا۔ اُن میں سے چند ایک کے اسمائے گرامی یہ ہیں:-

شیخ عبدالمعطی بن حسن بن عبداللہ	متوفی بہ احمد آباد (۹۸۹ھ)
شہاب احمد مصری بن بدر الدین	متوفی بہ احمد آباد (۹۹۲ھ)
شیخ محمد فاکہی حنبلی بن علی	متوفی بہ احمد آباد (۹۹۲ھ)
شیخ محمد مالکی مصری بن محمد عبدالرحمن	متوفی (۹۱۹ھ)
شیخ رفیع الدین چشتی شیرازی	متوفی بہ اکبر آباد (۹۵۴ھ)
شیخ بہلول بدخشی خواجہ میر کلاں	متوفی بہ اکبر آباد (۹۸۱ھ)[1]

شیخ محمد بن طاہر پٹنی (م ۹۸۶ھ) علم حدیث کی اشاعت کے سلسلہ میں شیخ محمد بن طاہر پٹنیؒ بہت اہمیت رکھتے ہیں۔ انہوں نے اس سلسلے میں بہت کام کیا۔ آپ نے اس فن کا درس دیا اور بہت سے ممتاز علمائے کرام آپ سے مستفید ہوئے۔ آپ نے اس فن پر کتابیں بھی تصنیف فرمائیں مثلاً مجمع البحار حدیث کے غریب ومشکل الفاظ کی توضیح وتشریح میں ان کی ایک نادر کتاب ہے۔ مولانا سید عبدالحی (م ۱۳۴۱ھ) لکھتے ہیں کہ علم حدیث میں ان کو بہت دخل و توغل تھا۔ وسعت معلومات اور بالغ نظری میں ہندوستان میں ان جیسا کوئی محدث نہیں گزرا ہے[2]۔

شیخ محمد بن طاہر پٹنی کے علاوہ شیخ طاہر بن یوسف سندھی (م ۱۰۰۴ھ) بھی علمائے کرام میں سے تھے۔ جنہوں نے اشاعت حدیث کے سلسلوں میں برہان پور میں ایک مدت تک درس دیا اور بہت سے علمائے فن نے فن حدیث کی تکمیل ان سے کی۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) فن حدیث کی نشر و اشاعت کے لیے شیخ عبدالحق دہلوی بن سیف الدین بخاری (م ۱۰۵۲ھ) کا نام نامی سنہری حروف سے لکھنے کے قابل ہے۔ آپ نے

[1] اسلامی علوم وفنون ہندوستان میں۔ ص ۱۹۶

[2] ایضاً ص ۱۹۷

اپنی ساری کوشش و صلاحیت اس علم کی نشر و اشاعت پر صرف فرمائی۔ آپ نے نصف صدی سے زیادہ درس و تدریس اور ارشاد و تلقین کا ہنگامہ گرم رکھا۔ اور اُن کا قلم عمر بھر قرآن و حدیث کے اسرار و حکم کی کشف و تحقیق میں گہر افشانی کرتا رہا۔

آپ کا سب سے بڑا کارنامہ ترویجِ علومِ حدیث سے متعلق ہے۔ دارا شکوہ نے بجا طور پر اُن کو "امامِ محدثانِ وقت" کہا ہے۔ خافی خان لکھتا ہے:

"درکمالاتِ صدری و معنوی و تحصیلِ علومِ عقلی و نقلی خصوصِ تفسیر و حدیث در تمام ہندوستان ثانی نداشت۔"[1]

شیخ عبدالحق نے ایسے دَور میں حدیث کی نشر و اشاعت کی طرف توجہ کی جب کہ شمالی ہندوستان میں علمِ حدیث تقریباً ختم ہو چکا تھا۔ آپ نے اس سلسلہ میں فارسی زبان کو ہتھیار بنایا اور فارسی میں حدیث کی شروح کر کے حدیث کو لوگوں سے روشناس کرایا۔ آپ کی اس کوشش کے متعلق مولانا ابوالکلام آزاد (م ۱۹۵۸ء) لکھتے ہیں:

"حضرت شاہ عبدالحق محدث جس دَورِ علم و تعلّم کے بانی ہوئے، اُس کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ علمِ حدیث کے متعلق فارسی زبان میں جو ملک کی عام زبان تھی تصنیف و تالیف کی بنیاد ڈالی گئی۔"[2]

عربی سے فارسی میں ترجمہ کرنے میں شیخ محدث کو بڑی مہارت حاصل تھی۔ نواب صدیق حسن خان (م ۱۳۰۷ھ) لکھتے ہیں:

"در ترجمہ عربی بفارسی یکے از افراد ایں اُمت است۔ مثل او دریں کاروبار خصوصاً دریں روزگار احدے معلوم نیست۔"[3]

فنِ حدیث کی نشر و اشاعت میں اُن کی جد و جہد اپنے پیش رووں سے اس قدر نمایاں ہیں کہ لوگوں

---

[1] حیاتِ شیخ عبدالحق محدث ص ۲۸۳

[2] تذکرہ۔

[3] اتحاف النبلاء۔

یہاں تک کہہ دیا کہ فنِ حدیث کو ہندوستان میں سب سے پہلے لانے والے یہی شیخ عبدالحق محدث دہلوی ہیں۔

شیخ عبدالحق دہلوی نے حدیث کی کتابوں کے سلسلے میں جو خدمت کی ہے۔ اُس کی تفصیل یہ ہے:۔

۱۔ اشعتہ اللمعات شرح مشکوٰۃ (فارسی) ۔ حضرت شیخ نے یہ شرح ۱۰۱۹ھ میں دہلی میں شروع کی ۔ ۱۰۲۵ھ میں ۶ سال میں پایۂ تکمیل کو پہنچی (یہ شرح چار جلدوں میں ہے)[1]

۲۔ لمعات التنقیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح (عربی) یہ شرح بھی شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے فارسی شرح کے ساتھ ساتھ لکھی اور اس کی تکمیل بھی ۲۴ رجب ۱۰۲۵ھ کو ہوئی[2]

۳۔ جامع البرکات منتخب شرحِ مشکوٰۃ ۔ یہ شرح دو جلدوں میں ہے۔ اس شرح کے متعلق حضرت شیخ فرماتے ہیں:

"مجموعہ آمدہ است شامل فوائدِ کثیرہ وعوائدِ عزیزہ در ہر باب یک دو متن حدیث ذکر کردہ و باقی احادیث بر مضامین آن اختصار کردہ و اختصار نمودہ شدہ است"[3]

۴۔ اسماء الرجال والروایات المذکورین فی کتاب المشکوٰۃ ۔ اس کتاب میں حضرت شیخ دہلویؒ نے مشکوٰۃ کے سب راویانِ حدیث کے نام یکجا کر دیے ہیں۔ شروع میں خلفائے راشدین کا ایک طویل تذکرہ ہے۔ اُس کے بعد اہل بیت کا حال ہے۔ پھر راویانِ حدیث کے حالات حروفِ تہجی کی ترتیب سے لکھے گئے ہیں[4]

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے بعد اُن کے صاحبزادے حضرت شیخ نورالحق (م ۱۰۷۳ھ) نے اس علم کی خدمت اور نشرواشاعت کی ذمہ داری لی۔ آپ نے بھی اس سلسلہ میں نمایاں خدمات انجام دیں۔ آپ نے تیسیر القاری کے نام سے فارسی زبان میں بخاری شریف کی شرح لکھی۔ یہ شرح

---

[1] حیات شیخ عبدالحق ص ۱۶۵

[2] ایضاً ص ۱۶۸

[3] ایضاً ص ۱۷۰ [4] ایضاً ص ۱۷۱

مطبع نولکشور لکھنؤ سے شائع ہو چکی ہے۔[1]

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی (م ۱۱۷۶ھ)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور اُن کے خاندان سے آتے ہوئے یہ خدمت حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی تک پہنچی۔ آپ جب حج بیت اللہ کے لیے تشریف لے گئے تو آپ نے حرمین میں حضرت شیخ ابوطاہر کردی مدنی سے حدیث کا استفادہ کیا۔ حرمین شریفین سے واپسی کے بعد آپ نے اپنی ساری کوشش حدیث کی نشر و اشاعت میں صرف فرمائی۔ اس سلسلہ میں آپ نے مسندِ درس بچھائی۔ بہت سے ممتاز علمائے کرام مستفید ہوئے[2] اور اس کے ساتھ آپ کے حدیث کی اوّل الکتب مؤطا امام مالکؒ کی دو شرحیں عربی و فارسی میں بنام المسوّی اور المصفّٰی لکھیں[3]۔

حضرت شاہ ولی اللہ کے صاحبزادگان یعنی حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (م ۱۲۳۹ھ)، حضرت شاہ عبدالقادر محدث دہلوی (م ۱۲۴۳ھ)، حضرت شاہ رفیع الدین محدث دہلوی (۱۲۴۹ھ) اور آپ کے پوتے حضرت شاہ اسمٰعیل الشہید دہلوی (م ۱۲۴۶ھ) اور حضرت شاہ عبدالعزیز کے داماد مولانا شاہ عبدالحی بڈھانوی (م ۱۲۴۳ھ) ایسے بزرگ ہیں۔ جنہوں نے اپنے اپنے وقت میں علمِ حدیث کی نشر و اشاعت اور اُس کی خدمت میں پورا حصّہ لیا۔ مولانا سیّد عبدالحی (م ۱۳۴۱ھ) لکھتے ہیں:

"جب تک ہندوستان میں مسلمان موجود ہیں، اُس وقت تک اُن بزرگانِ کرام کا شکر مسلمانوں پر واجب ہے۔ انہوں نے فنِ حدیث کی خدمت و اشاعت کرکے اُمّتِ مسلمہ پر جو احسان کیا ہے وہ ناقابلِ فراموش ہے"[4]

اِن علمائے کرام کے علاوہ مولانا شاہ محمد اسحاق فاروقی (م ۱۲۶۲ھ)، شیخ عبدالغنی دہلوی بن ابوسعید (م ۱۲۹۶ھ) مولانا عبدالقیوم بن مولانا عبدالحی (م ۱۲۹۹ھ) بھی ہیں۔ جنہوں نے سنّتِ نبوی کی اشاعت اور علمِ حدیث کو پھیلانے میں بڑی محنت صرف کی۔ ہندوستان میں یہ حضرات فنِ حدیث میں امام تسلیم

---

[1] سیرت البخاری ص ۲۳۹

[2] اسلامی علوم و فنون ہندوستان میں۔ ص ۱۹۹

[3] ہندوستان میں اہلحدیث کی علمی خدمات ص ۱۴۰

[4] اسلامی علوم و فنون ہندوستان میں ص ۲۰۰

کیے جاتے ہیں۔

حضرت شاہ محمد اسحاق دہلویؒ کے نامور شاگردوں نے بھی حدیث کی نشرواشاعت میں اہم کردار ادا کیا ہے اور اُنھوں نے وہ کارہائے نمایاں سرانجام دیے ہیں کہ قیامت تک اُن کا نام زندہ و درخشن رہے گا۔ ان جلیل القدر تلامذہ کے نام یہ ہیں۔

مولانا احمد علی سہارنپوری (م ۱۲۹۷ھ)

مولانا عبدالرحمٰن انصاری پانی پتی (م ۱۳۱۴ھ)

مولانا سید عالم نگینوی مراد آبادی (م ۱۲۹۵ھ)

مولانا شیخ الکل سید نذیر حسین محدث دہلوی (م ۱۳۲۰ھ)

مولانا سید نذیر حسینؒ محدث دہلوی نے حدیث کی نشرواشاعت میں جو کارہائے نمایاں سرانجام دیے ہیں وہ سنہری حروف سے لکھنے کے قابل ہیں۔ آپ نے ۶۰ سال تک دہلی میں درس حدیث دیا۔ اور آپ کے علم سے اہلِ عرب و عجم کی بہت بڑی تعداد نے فائدہ اُٹھایا۔

بیرونِ ہند سے یعنی کابل، باغستان، بخارا، سمرقند، غزنی، قندھار، قوقند، ہرات، حجاز، نجد، الجزیرہ اور سوڈان سے طلبا آپ کے درس میں حاضر ہوئے اور حدیث سے مستفید ہوئے[۱]

ہندوستان کے بہت سے اکابر علماء نے آپ سے استفادہ کیا، جن کی پوری فہرست درج کرنا یہاں ممکن نہیں۔

---

[۱] ہندوستان میں علمائے اہل حدیث کی علمی خدمات ص ۲۱

تحریکِ اسلامی کا جملہ لٹریچر حاصل کرنے کے لیے رجوع کریں

پین اسلامک پبلشرز۔ ۲/۱۳ اے شاہ عالم مارکیٹ لاہور